اچھی خصال کو باقی رہنے دیا اور بری خصال پر پابندیاں لگائیں۔

۲ - دینی جماعتوں کے لئے فکری اور عقائدی محاذ پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جب تک قوم کے ذہین طبقہ کی ذہنی تبدیلی یا اصلاح نہ ہو گی' اسلامی نظام کا نفاذ ناقابل تصور رہے گا۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف خارجی محاذ پر تمام فتنوں کا مقابلہ کیا جائے' بلکہ داخلی محاذ پر بھی نوجوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت پر زور دیا جائے تاکہ وہ اصلاح کے عمل کو آگے بڑھا سکیں۔

۳۔ موجودہ حالات میں براہ راست الیکشن میں حصہ نہ لیا جائے' بلکہ جو لوگ اس میدان کے شاہ سوار ہیں انہیں اپنی دعوت کا نشانہ بنایا جائے' اور جو کام آپ خود کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں' انہیں ان کی مقتدرانہ حیثیت کا احساس دلاتے ہوئے' وہی کام کروانے پر آمادہ کیا جائے' یعنی ایسے مصلحانہ اقدامات جو اسلام کی ترویج کا باعث ہوں۔

۴۔ عملی طور پر بھی دینی جماعتوں کا انتخابی سیاست میں ملوث ہونا مفید نہ ہو گا بلکہ مضر ہو گا' اسباب یہ ہیں :

(ا) اس وقت اکثر دینی جماعتیں فرقہ وارانہ بنیادوں پر سیاست میں حصہ لے رہی ہیں اور ہر جماعت کے کئی کئی دھڑے ہیں ۔

(ب) سیاسی طور پر ان میں آپس میں رسہ کشی پائی جاتی ہے' کوئی صدر پاکستان کی حامی ہے اور کوئی معزول وزیراعظم کی طرف دار ہے' کسی کے نزدیک دونوں سے بے زاری ضروری ہے اور کہیں خاندانی' لسانی یا علاقائی عصبیت کار فرما ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح دینی جماعتوں کے ووٹ تقسیم ہو جائینگے اور لادین عناصر کو تقویت حاصل ہو گی اور اگر بالفرض تمام دینی جماعتیں متحد ہو جائیں تو دس پندرہ سیٹوں سے زیادہ کامیابی مشکل ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ موجودہ انتخابی نظام کے ماتحت زیادہ تر وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جنکے پاس دھن' دھونس' دھاندلی کی تین دالیں ہوتی ہیں ورنہ دال نہیں گلتی بلکہ جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے۔

جمہوریت سے متعلق علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

لندن میں ماہانہ فکری نشست کا آغاز

مولانا سعید احمد پالن پوری کا فکر انگیز خطاب

ورلڈ اسلامک فورم نے لندن میں ماہانہ فکری نشست کا آغاز کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی نشست ۲۰؍ جولائی ۹۳ء کو ختم نبوت سنٹر، ۳۵ سٹاک ویل گرین، لندن میں فورم کے سرپرست مولانا مفتی عبدالباقی کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں آل انڈیا مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل اور دارالعلوم دیو بند کے استاذ حدیث مولانا سعید احمد پالن پوری بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ جبکہ لندن کے مختلف علاقوں سے علما اور دانش وروں کی ایک بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ مولانا حافظ ممتاز الحق کی تلاوت کلام پاک کے بعد فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے معزز مہمان اور دیگر مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور فورم کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کے قیام کے تین بڑے مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی میڈیا کی یکطرفہ منفی مہم کا ادراک حاصل کیا جائے اور اس کے جواب کے لیے سائنٹیفک طریق کار اختیار کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی نئی پود کے لیے اس کی ذہنی سطح اور نفسیات کے مطابق دینی تعلیم اور لٹریچر کا اہتمام کیا جائے۔ اور تیسرا یہ کہ عالم اسلام میں کام کرنے والی دینی تحریکات کے درمیان رابطہ و مشاورت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان مقاصد کیلئے ۱۵؍ اگست کو بین الاقوامی سیمینار کے انعقاد کے علاوہ لندن میں ایک ماہانہ فکری نشست کا سلسلہ بھی شروع کیا جارہا ہے اور ہماری کوشش ہوگی کہ ہر نشست میں کسی ممتاز دانش ور اور صاحب فکر کو اظہار خیال کی دعوت دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہماری پہلی فکری نشست ہے اور یہ بات باعث سعادت ہے کہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری اس نشست میں ہمارے مہمان خصوصی ہیں۔

مولانا سعید احمد پالن پوری نے خطاب کرتے ہوئے مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی تعلیمی اور دینی ضروریات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس بات پر بطور خاص زور دیا کہ دنیا کے چار بر اعظموں‘ امریکہ‘ یورپ‘ افریقہ اور آسٹریلیا میں مقیم مسلمانوں کے بچوں کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لیے ان خطوں کے معاشرتی ماحول‘ نفسیات اور ذہنی سطح کو سامنے رکھنا ضروری ہے‘ ورنہ دینی تعلیم کے مقاصد پورے نہیں ہوسکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے ہر دور میں دین کی دعوت و تعلیم کے لیے اس دور کی زبان اختیار کی ہے۔ ایک دور وہ تھا جب دعوت و تعلیم میں سادگی تھی اور سادہ زبان میں بات ہو جاتی تھی‘ لیکن پھر دور بدلا اور یونانی فلسفہ کے مسلمانوں میں آ جانے سے فلسفہ و منطق اور عقلیات کی زبان کا رواج ہوا‘ چنانچہ اس دور کے اہل علم و دانش نے فلسفہ و منطق کی زبان میں مہارت حاصل کی اور اس میں اسلام کی تعلیمات و احکام کو دنیا کے سامنے پیش کیا‘ حتی کہ ایک دور ایسا بھی آیا کہ ہمارے دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں تین چوتھائی حصہ منطق و فلسفہ کی کتابوں پر مشتمل تھا۔ یہ اس دور کی ضرورت تھی‘ کیونکہ اس کے بغیر اس دور کی زبان میں اسلام کی تعلیم و دعوت کو پیش نہیں کیا جاسکتا تھا‘ لیکن اب یہ دور بھی باقی نہیں رہا اور اب عقلیات کے بجائے مشاہدات و محسوسات نے انسانی ذہن پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور یہ بات تو آج سے تین سو سال پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرما دی تھی کہ آئندہ اسلامی احکام و تعلیمات کو دلائل و براہین کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ”حجتہ اللہ البالغہ“ جیسی بے مثال کتاب بھی تصنیف کی۔ آج وہ دور آگیا ہے‘ بلکہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے تبدیلی کا یہ عمل شروع ہے اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ علمائے کرام محسوسات کی زبان میں مہارت حاصل کریں اور اس زبان میں اسلام کی دعوت و تعلیم کا سلسلہ منظم کریں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک بچوں کی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے‘ یہ بات تجربہ کے ساتھ سامنے آ چکی ہے کہ دنیا کے باقی بر اعظموں میں ایشیائی طرز تعلیم کامیاب نہیں ہے‘ کیونکہ امریکہ‘ یورپ‘ افریقہ اور آسٹریلیا میں بچوں کی ذہنی سطح مختلف ہے‘ وہ ہر بات کو سمجھ کر پڑھنا چاہتے ہیں ۔ آپ ان کے سامنے کوئی بات بھی کریں‘ ان کا پہلا سوال ہوگا ”کیسے؟“ اس کیسے کا جواب دئے بغیر آپ ان سے کوئی بات قبول نہیں کرا سکتے‘ لیکن